کتابخانه جامع
جامعة العلوم
معاونت پژوهش
مرکز جهانی علوم اسلامی
۱۳۸۵

THE CENTER FOR ISLAMIC INTERNATIONAL STUDIES
المرکز العالمی للدراسات الاسلامیة
مرکز جهانی علوم اسلامی
جمهوری اسلامی ایران - قم - ۱۳۵۸

مدرسه عالی فقه و معارف اسلامی

«ترجمه کتاب وحی و نبوت استاد شهید مطهری به زبان اردو»

برای دریافت درجهٔ کارشناسی ارشد
در رشته فقه و معارف اسلامی

نگارش: محمدرضا صابری

استاد راهنما: حجة الاسلام و المسلمین کلب صادق اسدی

استاد مشاور: حجة الاسلام و المسلمین سید کمیل اصغر زیدی

کتابخانهٔ جامع مرکز جهانی علوم اسلامی
شماره ثبت: ۶۰۴
تاریخ ثبت:

مسئولیت مطالب مندرج در این پایان نامه ، به عهدهٔ نویسنده می باشد.

هرگونه استفاده از این پایان نامه با ذکر منبع ، بلااشکال است و نشر آن در داخل کشور منوط به اخذ مجوز از مرکز جهانی علوم اسلامی است.

بسم الله الرحمن الرحيم

تقدیم

میں اس ناچیز کوشش کو پاسدار وحی و نبوت، محافظ دین و شریعت وارث خاتم النبیینؐ، جگر گوشۂ امیر المؤمنینؑ پارۂ قلب سیدۂ نساء العالمینؑ قوت بازوئے حسنؑ سید و سردار شہیدان، یعنی حضرت امام حسینؑ کی بارگاہ اقدس میں پیش کر رہا ہوں۔

ناچیز

محمد رضا صابری

تقدیر و تشکر

باتشکر فراوان از مسؤلین محترم مرکز جهانی علوم اسلامی ومدرسه حجتیه حوزه علمیه قم که طلاب را با تدوین پایان نامه زمینه پژوهش و قلم و زدن را فراهم نمودند .وباسپاس و قدردانی از استاد راهنما حجة الاسلام جناب آقای کلب صادق اسدی در مرحله ترجمه این کتاب از راهنمائی و هدایت ایشان بهره فراوان گرفتیم وهم چنین ممنون ومتشکریم از استاد مشاورحجة الاسلام جناب آقای سید کمیل اصغر زیدی که بنده را از مشاوره های علمی بهره مند فرمودند از خداوند منان توفیق مزید آن درافاضه علم ودانش وادامهٔ راهنمائی ومشاوره های علمی برای شاگردان مکتب امام صادق علیه‌السلام خواستاریم.

چکیده مطالب

در این کتاب متفکر شهید استاد مرتضی مطهری درباره وحی و نبوت پیامبران بحث کرده، و در پنج عنوان کلی مباحث را مطرح کرده است.

(۱) اختصاصات پیامبران

در این عنوان اعجاز پیامبران و عصمت انبیاء گفتگو کرده اند و دلیل عصمت و اعجاز انبیاء را بیان کرده است...

در این عنوان تفاوت پیامبر و نوابغ، رهبری، خلوص نیت، صاحب شریعت بودن انبیاء را آورده است.

(۲) نقش تاریخ پیامبران

در این عنوان نقش پیامبران در جهت دور نگرائی و گریز از عینیات و نقش پیامبران در حفظ وضع موجود، تعلیمات پیامبران در تکامل و موضوع دیگر مباحث را بیان کرده است.

(۳) هدف نبوت انبیاء و بعثت پیامبران

تحت این عنوان هدف نبوت و بعثت پیامبران را بیان کرده و دلیل ختم نبوت، علل تجدید نبوت و معجزه خاتمیت ارزش و کاربرد معجزه پیامبر اسلام غیر از قرآن بحث کرده است.

(۴) قرآن

تحت این عنوان اهتمام عظیم مسلمین نسبت به قـرآن اعجـاز قرآن، القاب قرآن، معانی قرآن، تواریخ و قصص انبیاء و موضوع دیگر بحث شده است.

(۵) مشخصات اسلام

در ایـن عنـوان رابطـهٔ آدیـالوجی بـا جهـانبینی و شـناخت مشخـصات شـناخت شناسـی اسـلامی و مشخـصات جهـانبینی اسلامی مباحث را بیان فرموده.

در آخر این کتـاب مشخـصات و سـیرهٔ طیبـه پیـامبر اسـلام مختصراً بیان فرموده و عنوان پیامبر اکرم ﷺ قرار داده در ایـن عنوان مبـاحثی مثـل دوران کـودکی پیـامبر مهمتـرین صـفات آن حضرت تنفر از بیکاری و بطالت، امانتداری، مبارزه با ظلم، اخلاق خانواده، عبادت و زهد و ساده زیستی، نظم و انضباط و موضوع دیگر را بیان فرموده اند و بر همـین موضـوع کتـاب را بـه پایـان رسانده است.

فہرست مطالب

عمومی ہدایت......................................١

انبیاء کے خصوصیات..............................۴

١۔ معجزہ..۴

٢۔ عصمت...۵

گناہ سے محفوظ رہنا..........................٦

خطا سے محفوظ رہنا..........................٧

انبیاء اور ذہین لوگوں میں فرق..........٨

٣۔ رہبری..٩

۴۔ خلوص نیت...................................١١

۵۔ معاشرہ کی اصلاح........................١٣

٦۔ مقابلہ اور جہاد............................١۴

بشری پہلو...۱۵

صاحب شریعت انبیاء.......................................۱۷

انبیاء کلی طور پر دو گروہ میں تقسیم ہوتے ہیں................۱۷

انبیاء کے تاریخی اثرات و کردار...............................۱۸

ا۔ تعلیم و تربیت...۲۲

وعدہ کی وفائی...۲۲

نبوتوں اور بعثتوں کا مقصد.....................................۲۶

۴۔ ایک دین یا کئی ادیان.......................................۳۵

ختم نبوت...۳۸

تجدید نبوت کی علت..۳۹

قرآن...۶۶

قرآن سے متعلق مسلمانوں کی کاوشیں.......................۶۷

اعجازِ قرآن..۶۸

اعجازِ قرآن کے مختلف پہلو....................................۶۹

الفاظ قرآن...۶۹

معانی قرآن...۷۴

موضوعات قرآن...۷۷

وسیع معنی..۸۱

خدا قرآن میں..۸۱

خدا کے ساتھ انسان کا رابطہ..............................۸۲

قرآن، توریت اور انجیل...................................۸۴

قرآن اور آیندہ کی خبریں.................................۸۵

تاریخ و قصے..۸۶

اسلام کے خصوصیات اور امتیازات......................۸۶

معرفت و شناخت حاصل کرنے کے طریقے...............۸۹

ا۔نظریہ شناخت و معرفت..................................۹۱

۲۔معرفت کے سرچشمے کیا ہیں؟..........................۹۲

۳۔معرفت کے وسائل کیا ہیں؟............................۹۴

۴۔موضوعات شناخت کن چیزوں کا پہچاننا ضروری ہیں؟........۸۶

جہان بینی (تصور کائنات) کے لحاظ سے...................۹۶

ازنظر آڈیالوجی (نظریہ کے اعتبار سے)........................۱۰۸

نظریات اسلامی کی فہرست........................۱۰۸

حرام آمدنیوں کی چند قسمیں ہیں........................۱۱۷

پیغمبر اکرمؐ کی شخصیت پر ایک نظر........................۱۲۳

امانت........................۱۲۵

ظلم کا مقابلہ........................۱۲۶

گھریلو اخلاق........................۱۲۶

غلاموں کے ساتھ آپ کا برتاؤ........................۱۲۸

صفائی اور خوشبو کا استعمال........................۱۲۹

ملاقات اور انداز معاشرت........................۱۲۹

سختی کے باوجود نرمی........................۱۳۰

عبادت........................۱۳۱

زہد اور سادگی........................۱۳۳

ارادہ اور استقامت........................۱۳۴

رہبری، مدیریت اور مشورہ........................۱۳۴

نظم وضبط ۱۳۵
تنقید پسندی، تعریف اور چاپلوسی سے نفرت ۱۳۶
ضعیف نقاط سے مقابلہ ۱۳۷
رہبری کے شرائط ۱۳۷
تبلیغ کی روش ۱۳۸
علم کی طرف تشویق دلانا ۱۳۹
خلاصہ کتاب ۱۴۱
منابع وماخذ ۱۴۳

عام ہدایت

وحی ونبوت کے بارے میں عقیدہ کا دار و مدار دراصل دنیا اور انسان کے بارے میں ہمارے زاویہ نظر پر ہے یعنی یہ ایک قسم کی ہدایت عامہ ہے جو تمام موجودات کے لئے ہے اسلامی آڈیالوجی (تصور کائنات) کا لازمہ ہدایت عامہ ہے اور اسی لحاظ سے اسلامی آڈیالوجی کا لازمہ نبوت ہے خداوند عالم اس اعتبار سے کہ واجب الوجود بالذات ہے اور واجب الوجود بالذات تمام اعتبار سے واجب ہے لہذا وہ ہر ایک کو فیض پہچانے والا ہے اور خدا کی عنایت اور اس کا فیض ہر طرح کے موجودات کے لئے ہے اور وہ موجودات کو ان کے کمال کی طرف ہدایت کرتا ہے اور یہ ہدایت تمام موجودات کے لئے ہے چاہے وہ چھوٹے سے چھوٹا ذرہ ہو یا بڑے سے بڑا ستارہ پست ترین بے جان ہو یا بلند ترین انسان ،قرآن میں لفظ وحی جس طرح انسان کی ہدایت کے لئے استعمال ہوا ہے اسی طرح جمادات اور نباتات اور حیوانات کی ہدایت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اس دنیا میں کوئی بھی چیز ثابت اور ایک حالت میں نہیں ہے بلکہ ہمیشہ اس کی حالت اور جگہ بدلتی رہتی ہے اور

وہ اپنے مقصد کی طرف رواں دواں رہتی ہے اور دوسرے یہ کہ تمام علامتوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہر چیز جو اپنے مقصد کی طرف رواں دواں ہے اس میں ایک قسم کی کشش پائی جاتی ہے پس ہر موجود اپنی اندرونی طاقت کے ذریعہ اپنے مقصد کی طرف گامزن ہے یہ وہی طاقت ہے جس کو الٰہی ہدایت سے تعبیر کیا جاتا ہے قرآن کریم نے اس کو حضرت موسیٰ کی زبان سے اس طرح نقل کیا ہے: حضرت موسیٰ نے اپنے زمانہ کے فرعون سے کہا کہ ''ہمارا خدا وہ ہے جس نے ہر شئی کو مناسب خلقت عطا کی ہے اور پھر ہدایت دی ہے''۔

ہماری دنیا با مقصد دنیا ہے، یعنی ان موجودات میں وہ استعداد پائی جاتی ہے جس سے وہ صاحب کمال بن سکتے ہیں اور یہ استعداد درحقیقت ہدایت پروردگار کا نتیجہ ہے۔

لفظ وحی قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر استعمال ہوا ہے اس کا طریقہ استعمال اور مختلف مقامات پر اس کی تکرار اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ قرآن مجید نے اسلفظ کو صرف انسان کے لئے منحصر نہیں کیا ہے بلکہ تمام چیزوں میں بالخصوص زندہ موجودات کے لئے اسے ممکن قرار دیا ہے اسی وجہ سے شہد کی مکھیوں کی طرف بھی لفظ وحی کی نسبت دی ہے البتہ وحی اور ہدایت کے درجات موجودات کے کمالات کے اعتبار سے مختلف ہیں وحی کا بلند ترین درجہ وہی ہے جو انبیاء کی طرف ہوتی ہے یہ وحی اس بنیاد پر ہے کہ عالم بشریت الٰہی ، ہدایت کا محتاج ہے تاکہ مادیات اور محسوسات کے علاوہ وہ قطعاً انسان کی گذرگاہ ہے جو

بشر کو اس کی طرف ہدایت کرتی ہے اور دوسری طرف وحی بشریت کی ضرورت کو جو اجتماعی زندگی میں قانون کی محتاج ہے اسے بھی بیان کرتی ہے۔

گذشتہ مکتب اور اسلامی معارف کی بحث میں یہ بیان کیا گیا کہ انسان کو اس آڈیالوجی کی ضرورت ہے جو کمال دینے والی ہو اور میں نے یہ بھی واضح کیا کہ آخر انسان ایسی آڈیالوجی کو منظم کرنے میں کیوں ناکام رہا اور صحیح آڈیالوجی کو پیش کرنے کا بہتر راستہ کیا ہے، انبیاء اس مشین کی طرح ہیں جنہیں بشریت کا پیکر پہنا کر اس کام کے لئے معین کیا گیا ہیں یہ اللہ کے وہ منتخب بندے ہیں جن میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے کہ وہ غیب سے اس طرح کی معلومات حاصل کریں اور اس صلاحیت کو فقط خدا جانتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہو رہا ہے:

﴿اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ (۱)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے گا۔

اگر چہ وحی کی حقیقت کو تجربے کے ذریعہ درک نہیں کیا جا سکتا لیکن دیگر غیر محسوس اشیاء کی طرح اسے بھی اس کے آثار کے ذریعہ پہچانا جا سکتا ہے، وحی الٰہی حامل وحی یعنی پیغمبرؐ کی شخصیت پر بڑا عظیم اثر رکھتی ہے درحقیقت اسے مبعوث کرتی ہے یعنی اس کی

---

(۱) سورہ انعام، آیت: ۱۲۴

صلاحیتوں کو ابھارتی ہے اور اس میں ایک عظیم انقلاب پیدا کرتی ہے اور یہ انقلاب انسان میں نیکیوں اور اخلاقی ترقیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، اور وہ واقع کے مطابق اور مستحکم ارادہ کے ساتھ عمل کرتا ہے اور تاریخ میں اطمینان کی ہمیں ایسی مثال کہیں نہیں ملتی جو اطمینان انبیاء اور ان لوگوں کے یہاں پایا جاتا ہے جن کی انبیاء نے تربیت کی ہے۔

انبیاء کے خصوصیات

انبیائے الٰہی جو وحی کے ذریعہ سے خدا سے رابطہ پیدا کرتے ہیں ان کے کچھ امتیازات وخصوصیات ہیں جنکو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں۔

(۱) معجزہ

جو بھی پیغمبر، خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اس میں خارق العادۃ یعنی عام انسان کے تصور سے بالا تر طاقت اور قدرت موجود ہوتی ہے اور وہ اس خارق العادۃ طاقت سے ایک یا بہت سے ایسے کام انجام دیتا ہے جو طاقت بشری سے مافوق ہوتے ہیں (کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی، خدا کی طرف سے خارق العادات طاقت کا حامل ہے) اور یہ ان کی دعوت کے حق ہونے اور ان کی گفتگو کے آسمانی ہونے کی دلیل ہے۔

انبیاء نے خدا کی اجازت سے اپنی بات کی سچائی کے لئے جو خارق العادات کام انجام دیتے ہیں، قرآن کریم نے ان کو آیت یعنی نشانی اور علامت نبوت کہا ہے، اسلامی

متکلمین، اس بنا پر سے کہ یہ علامت تمام افراد کی عاجزی اور ناتوانی کو ظاہر کرتی ہے، اس کو معجزہ کہتے ہیں، قرآن کریم بیان کرتا ہے کہ ہر زمانے کے لوگ اپنے زمانے کے نبی سے معجزہ کا مطالبہ کرتے تھے اور پیغمبران کے مطالبہ کو چونکہ معقول اور منطقی ہوتا تھا لہذا پورا کرتے تھے کیونکہ لوگ حقیقت کی تلاش میں تھے اور اس معجزہ کے بغیر پیغمبروں کی معرفت نا ممکن تھی لیکن اگر معجزات کا مطالبہ حقیقت کی تلاش کے علاوہ ہوتا مثلاً کسی معاملے کے لئے تقاضا کرتے کہ اگر فلاں کام کرو گے تو اس کے عوض میں ہم تمہاری دعوت کو قبول کریں گے تو انبیاء اس کام کو انجام دینے سے انکار کرتے تھے، قرآن مجید نے پیغمبروں کے بہت سے معجزات کو نقل کیا ہے جیسے مردے کو زندہ کرنا لا علاج کو شفا دینا، یہاں تک کہ گہوارے میں گفتگو کرنا، عصا کا اژدھے میں تبدیل ہونا اور آئندہ کی خبریں دینا۔

﴿۲﴾ عصمت

پیغمبروں کے خصوصیات میں سے ایک عصمت بھی ہے عصمت یعنی گناہ و اشتباہ سے محفوظ رہنا یعنی انبیاء نہ خواہش نفسانی کی پیروی کرتے ہیں اور نہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہ اپنے کام میں خطا اور اشتباہ سے دوچار ہوتے ہیں، ان کا گناہ اور غلطی سے دور ہونا اس بات کا سبب بنتا ہے کہ ان میں اعتماد کی قابلیت اعلی منزل تک پہنچ جائے، اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ عصمت کس طرح کی ہے؟ کیا اس طرح ہے کہ جب وہ گناہ اور غلطیوں میں

مرتکب ہونا چاہتا ہے تو خدا کی طرف سے ایک نمائندہ آتا ہے اور اسے گناہ سے اس طرح روکتا ہے جیسے باپ بیٹے کو لغزشوں سے بچاتا ہے؟ یا اس کی صورت یہ ہے کہ انبیاء کی طبیعت اور ان کی ساخت اس طرح کی ہے کہ نہ اس میں کوئی گناہ کا امکان ہے اور نہ ہی غلطی کا شائبہ ہوتا ہے، جیسا کہ ایک فرشتہ زنا نہیں کرتا کیونکہ وہ جنسی شہوت سے خالی ہے یا حساب کرنے والی مشین کبھی خطا نہیں کرتی کیوں کہ اس کے پاس ذہن نہیں ہوتا یا انبیاء اس لئے گناہ و خطا نہیں کرتے کیوں کہ ان کا یقین اور ایمان اعلی درجہ کا ہوتا ہے۔

یقیناً یہی آخری شق صحیح ہے اب ہم ان دو عصمتوں کو الگ الگ بیان کریں گے۔

گناہ سے محفوظ رہنا

انسان مختار ہے اور وہ اپنے کام میں منفعت، ضرر اور مصلحت و مفسدہ کو مدنظر رکھ کر اسے انتخاب کرتا ہے، اس قسم کی تشخیص، کام کے اختیار اور انتخاب کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے، محال ہے کہ انسان ایسے کام کو انتخاب کرے جس میں اس کا کوئی فائدہ نہ ہو بلکہ ضرر بھی ہو مثلا عاقل انسان جو زندگی کو دوست رکھتا ہے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دے یا زہر کھالے جو ہلاک کرنے والا ہے، ایمان اور آثار گناہ کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں فرق ہے، جتنا ایمان قوی ہوگا اور آثار گناہ کی طرف اتنی زیادہ توجہ ہوگی اتنا ہی گناہوں سے پرہیز بھی زیادہ ہوگا، اگر ایمان مشاہدہ کی حد تک پہنچ جائے کہ جس سے

انسان گناہ کے وقت اپنی حالت کو اس شخص کی طرح دیکھ رہا ہو جو اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا رہا ہے یا ہلاک کر دینے والا زہر پی رہا ہے تو یہاں پر گناہ کرنے کا احتمال صفر ہو جائے گا، یعنی وہ ہرگز گناہ کی طرف نہیں جائے گا، اس حالت کو عصمت (یعنی گناہ سے محفوظ رہنا) کہتے ہیں اور عصمت کمال ایمان اور شدت تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

انسان کے معصوم ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی باہر کی طاقت اس کو جبراً گناہ سے دور رکھے یا معصوم کی فطرت اور خلقت ایسی ہے کہ وہ ہرگز گناہ نہیں کر سکتا اگر انسان گناہ پر قدرت نہیں رکھتا یا کوئی طاقت قہری طور پر اس کو گناہ سے روکتی ہو، تو گناہ نہ کرنا اس کے لئے کوئی کمال شمار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ وہ اس انسان کی مانند ہے جس کو ایک قید خانہ میں بند کر دیا گیا ہے، اور وہ خلاف قانون کام کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو خلاف ورزی نہ کرنا اس انسان کی نیک نیتی اور امانت کی دلیل نہیں بن سکتی۔

خطا سے محفوظ رہنا

انبیاء کا خطا سے محفوظ رہنا ان کی اعلی بصیرت کی وجہ سے ہے اور غلطی وہاں پیدا ہوتی ہے جب انسان اندرونیا بیرونی حس کے ذریعہ کسی حقیقت سے مرتبط ہوتا ہے اور اس سے کچھ ذہنی صورتیں اس کے ذہن میں پیدا ہوتی ہیں اور وہ اپنی عقل کی قوت سے اس کا تجزیہ وتحلیل کرتا ہے اور مختلف قسم کے تصرفات ان میں کرتا ہے، اس وقت ذہنی صورتوں کو

واقعیت خارجی سے اورخودان صورتوں کوترتیب دینے میں کبھی غلطی اور خطاسے دو چار ہوتا ہے،لیکن جہاں انسان کاتعلق براہ راست واقعیت خارجی سے ایک خاص حس کے ذریعہ ہوتا ہے،اورواقعیت کاادراک خودواقعیت سے منسلک ہوجاتا ہے نہ کہ صورت ذہنی کو واقعیت سے مطابق کرنا ہے تو یہاں پر کوئی اشتباہ اور خطا کا امکان ہی نہیں ہے، پیغمبران الٰہی ذاتی طور پر واقعیت ہستی سے اتصال اورارتباط رکھتے ہیں،لہذا واقعیت میں غلطی فرض نہیں کی جاسکتی مثلاً اگرہم تسبیح کے سودانے ایک برتن میں ڈالیں اور پھرسودانے ڈالیں اور یہ عمل سوبارتکرارکریں توممکن ہے ہماراذہن خطا کرجائے اور یہ خیال پیدا ہوکہ یہ عمل ننانوے (۹۹) باریاایک سوایک بار وجود میں آیا ہے،لیکن محال ہے کہ خود واقعیت میں اشتباہ ہو،اوراگرچہ اوپروالاعمل سوبارتکرار ہوا ہے لہذا تمام دانے کم یازیادہ ہوں، اس طرح انسان علم کی وجہ سے واقعیت سے آگاہ ہوتا ہےاور جو چیزاس کے جاری ہونے کا ریشہ اوراس کے ذہن سے متحد اورمتصل ہوتی ہے،اس میں کسی طرح کے خطا کا امکان نہیں ہوتااوروہ سب خطاؤں سے معصوم اورمحفوظ ہوتے ہیں۔

انبیاءاورذہین لوگوں میں فرق

یہاں پرہم انبیاءاورذہین لوگوں کے درمیان فرق بیان کریں گے،ذہین وہ لوگ ہیں جن کی فکری طاقت،تعقل اورحساب کرنے کی قوت تیز ہوتی ہے،یعنی اپنے حواس کے